# فتویٰ

# کوڑا پھینکنے والی عورت کے واقعہ کا ثبوت

تحقیق

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حضرت علامہ شیخ الحدیث

مفتی محمد عبدالغفور الوری مدظلہ العالی

بانی و شیخ الحدیث جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور پاکستان

# فہرست

## محترم استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر علامہ محمد عبدالغفور الوری صاحب

## مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائے ونڈ پاکستان

حضرت جی!

بعض واعظین اور خطباء یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک عورت نبی کریم ﷺ کے راستہ میں (آپ ﷺ کو پریشانی دینے کے لئے) ہر روز کوڑا اڈالا کرتی تھی، ایک روز اُس عورت کی طرف سے ایسا نہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے اُس عورت کے متعلق دریافت فرمایا تو حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ وہ عورت بیمار ہے۔ جس پر آقا کریم ﷺ اُس عورت کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

اُستادِ محترم:

ہم جاننا یہ چاہتے ہیں کہ مندرجہ بالا واقعہ کی تفصیل تفسیر و تاریخ کی کسی کتاب میں باسند رقم ہے؟

تفصیلاً رہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں، اللہ کریم آپ کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے اور آپ کا سایہ عوام و علماء اہلسنت پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

السائل ~~مسئول~~:

ضیاء احمد قادری رضوی

خطیب جامع مسجد غوثیہ، ندیم ٹاؤن ملتان چونگی لاہور

فون:03044161912

۲۸ اپریل ۲۰۱۹

## الجواب وھو الموفق للصواب

### مکرمی و محترمی حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی صاحب دامت برکاتہم

### (خطیب مسجد جامع غوثیہ، ندیم ٹاؤن ملتان چونگی لاہور)

**السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ**

صورت مسئولہ میں بعض واعظین اور خطباء کا حضور ﷺ کے راستے میں ایک عورت کے کوڑا ڈالنے کا واقعہ بیان کرنا دو حال سے خالی نہیں۔

تذامیاً، توھیناً، تنقیصاً ہے؟ یا تعریفاً، تعظیماً، توصیفاً ہے؟

اگر (معاذ اللہ) تذامیاً، توھیناً اور تنقیصاً ہے تو یہ صریح کفر ہے اِس کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور اگر تعریفاً، تعظیماً اور توصیفاً ہے تو زہے نصیب یہ اعلیٰ درجہ کی عبادت اور اجر وثواب اور بارگاہِ الٰہی اور بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں قرب ومقبولیت کا باعث ہے۔ اور یہ واقعہ بیان کرنا شرعاً بالکل صحیح، جائز اور باسند ہے۔

یہ واقعہ جو آپ کے سوال میں لکھا ہے کہ ایک عورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستے میں کوڑا ڈالتی تھی یہ ایک نہیں بلکہ دو عورتیں تھیں اور دو ہی قسم کے افعال ان سے صادر ہوئے۔

ایک کے متعلق یہ آتا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستے میں کوڑا کرکٹ کانٹے بچھاتی اور بکھیرتی تھی اور یہ مشرکہ ظالمہ عورت کفر اور دشمنی کی حالت میں ہی مری اور یہ ازلی بدبخت دشمنِ مصطفیٰ ابولہب کی بیوی اُمِ جمیل تھی۔ دیکھئے تفسیر ابوالسعود میں ہے:

وَ كَانَتْ تَحْمِلُ حَزْمَةً مِّنَ الشَّوْكِ وَ الْحَسَكِ وَالسَّعْدَانِ فَتَنْثُرُهَا بِاللَّيْلِ فِيْ طَرِيْقِ النَّبِيِّ ﷺ وَ كَانَ ﷺ يَطَؤُهُ كَمَا يَطَأُ الْحَرِيْرَ

یہ عورت کانٹے، گوکھرو، اونٹ کٹارا، کا گٹھا باندھ کر لاتی اور رات کو حضور ﷺ کے راستے میں بکھیر دیتی اور نبی کریم ﷺ ان کانٹوں پر ایسے چلتے جیسے ریشم پر۔

تفسیر ابوالسعود جلد ۵ صفحہ ۲۱۱ مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت

تفسیر الجامع لاحکام القرآن جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۲ مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت

اس کا واقعہ مندرجہ ذیل تفاسیر میں موجود ہے جن کو ہم نے باحوالہ بمع صفحہ، جلد ومطبع اور جو کچھ جس کتاب میں تھا وہ لکھ کر پیش کر دیا ہے وہاں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستہ میں کوڑا کرکٹ کانٹے وغیرہ بچھانے والی عورت

کا ثبوت مندرجہ ذیل تفاسیر میں بحوالہ ملاحظہ ہو۔

| نمبر شمار | نام کتاب | جلد/صفحہ | مطبع | کس کتاب میں کیا ہے |
|---|---|---|---|---|
| 1 | تفسیر کبیر | ۱۵۸/۳۲ | دارالکتب العلمیہ بیروت | شوک، کانٹے، ایندھن |
| 2 | روح البیان | ۵۵۲/۱۰ | دارالکتب العلمیہ بیروت | شوک، سعدان، حسک |
| 3 | ابن کثیر | ۷۳۲۴ | دارالکتب العلمیہ بیروت | شوک |
| 4 | خازن | ۴۹۵۴ | دارالکتب العلمیہ بیروت | شوک، عضاۃ، حسک |
| 5 | درمنثور | ۷۰۲۶ | دارالکتب العلمیہ بیروت | کانٹے دار ٹہنیاں |
| 6 | فتح القدیر | ۶۴۹۵ | دارالکتب العلمیہ بیروت | شوک، عضاۃ |
| 7 | بغوی | ۵۱۳۴ | دارالکتب العلمیہ بیروت | شوک، عضاۃ |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 8 | کشاف | ۸۱۰۴ | دارالکتب العلمیہ بیروت | شوک، سعدان، حسک |
| 9 | مظہری | ۳۵۳/۱۰ | داراحیاء التراث العربی | شوک، عضاۃ |
| 10 | الجامع لاحکام القرآن | ۱۷۲/۱۰ | داراحیاء التراث العربی | شوک، عضاۃ، ریشم |
| 11 | طبری | ۴۱۳۳۰ | داراحیاء التراث العربی | شوک |
| 12 | روح المعانی | ۲۸۸۳۰ | داراحیاء التراث العربی | شوک، سعدان، حسک |
| 13 | ابوالسعود | ۲۱۱۵ | داراحیاء التراث العربی | شوک، سعدان، حسک، ریشم |
| 14 | جلالین | ۵۰۸ | اصح المطابع کراچی | شوک، سعدان، عضاۃ |
| 15 | نسفی | ۳۸۲۴ | دارالکتاب العربی بیروت | شوک، حسک |
| 16 | مدارک علی حاشیۃ الخازن | ۴۲۵۴ | دارالمعرفۃ بیروت | شوک، سعدان، حسک |
| 17 | صاوی برحاشیہ جلالین | ۳۴۵۴ | مصطفیٰ البابی مصر | شوک، سعدان |
| 18 | حُسینی | ۲۵۴۲ | منشی نولکشور لکھنؤ | ایندھن، کانٹا |
| 19 | مواھب الرحمٰن | ۸۱۳۳۰ | منشی نولکشور لکھنؤ | ایندھن کانٹے |
| 20 | ضیاء القرآن | ۷۰۶۵ | ضیاء القرآن لاہور | ایندھن |
| 21 | تفسیر الحسنات | ۵۶۸۷ | ضیاء القرآن لاہور | کانٹے، لکڑی |
| 22 | تبیان القرآن | ۱۰۳۲/۲ | فرید بک سٹال لاہور | لکڑی، کانٹے |

**اور دوسری عورت** جس کا سوال میں ذکر ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے راستہ میں (آپ ﷺ کو پریشانی دینے کے لیے) ہر روز کوڑا ڈالا کرتی تھی ایک روز اُس عورت کی طرف سے ایسا نہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے اُس عورت کے متعلق دریافت فرمایا تو حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ وہ عورت بیمار ہے جس پر آقا کریم ﷺ اُس عورت کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اور آپ نے لکھا ہے کہ ہم جاننا یہ چاہتے ہیں کہ **یہ واقعہ کسی کتاب میں باسند رقم ہے؟ تفصیلاً رہنمائی فرمائیں۔**

محترم علامہ قادری صاحب اس مسئلہ کے بیان سے پہلے چند مسلمہ قواعدِ شرعیہ بالدلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ ان قواعد کے سمجھنے کے بعد اِن شاءاللہ اصل مسئلہ اور واقعہ مذکور بفضلہٖ تعالیٰ وبعونِ حبیبہٖ الاعلیٰ روزِ روشن کی طرح واضح ہوجائے گا۔

## قاعدہ نمبر اول

# علماء ربانی کا قول حجت اور سند ہوتا ہے

علماء ربانی وہ ہیں جن کی پوری زندگی قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس اور اہل اسلام کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کے حل کرنے میں گزری۔ وہ بغیر شرعی ثبوت وسند کے ایسی بات نہ کہہ سکتے ہوں اور نہ تصدیق کر سکتے ہوں کیونکہ یہی وہ ہستیاں ہیں جنھیں اہل فتویٰ کہا جاتا ہے اور جب تک ان کے پیش نظر شرع مطہر کی دلیل نہ ہو ہرگز اس پر جزم نہیں فرماتے۔ بلکہ علماء کی تصریح سے ثابت ہے کہ جو بات اپنی رائے سے نہ کہہ سکیں وہ اگرچہ بعض علماء کا ارشاد ہو اُسے حدیثِ مصطفیٰ ﷺ کے حکم میں سمجھا جائے گا۔ آخر جب عالم متدین ہے اور بات میں رائے کو دخل نہیں تو لاجرم حدیث سے ثبوت ہوگا۔ جیسا کہ مجدد دین وملت امام اہلسنت علامہ الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱۸ مطبع رضا فاونڈیشن لاہور، میں فرماتے ہیں کہ:

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے سریج بن یونس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے

وَ رُوِیَ عَنْ سُرَیْجِ بِنْ یُوْنُس اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ عِبَادَتُھَا کُلُّ دَارٍ فِیْھَا اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدٌ اِکْرَامًا مِّنْھُمْ لِمُحَمَّدٍ ﷺ (الشفاء صفحہ ۲۲۴ مطبع مکتبۃ الغزالی دمشق)

اللہ تعالیٰ کے کچھ گشت کرنے والے فرشتے ہیں تو جس گھر میں کوئی محمد یا احمد نام کا آدمی ہو اس کے اکرام کی خاطر اُن کا اکرام کرنا ہی اُن کی عبادت ہے۔

اور علامہ خفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ مطبع دارالفکر بیروت میں فرماتے ہیں

فَھُوَ ظَاھِرٌ وَّاِنْ کَانَ لِسُرَیْجٍ فَھُوَ فِیْ حُکْمِ الْمَرْفُوْعِ لِاَنَّ مِثْلَہٗ لَا یُقَالُ بِالرَّاْیِ

یعنی یہ اگرچہ سریج کا قول ہے مگر وہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ اس لیے کہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاتی۔

واضح ہو کہ یہ سریج نہ صحابی ہیں نہ تابعی ہیں نہ تبع تابعین میں سے ہیں۔ بلکہ علماء مابعد سے ہیں اس کے باوجود علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے قولِ مذکور کو حدیث مرفوع کے حکم میں ٹھہرایا کہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاتی۔

اسی طرح زیر بحث مسئلہ میں بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ علماء کا وہ فتویٰ اور تصدیق بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔

نتیجہ: اس سے پتہ چلا کہ علماء ربانی عارفین وکاملین کا فرمان، فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کے قائم مقام ہے۔

## قاعدہ نمبر ۲

# علماء ربانی اور صالحین کے افعال سند اور شرعی دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۴۱ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

يُتَمَسَّكُ بِاَفْعَالِ اَهْلِ الدِّيْنِ كَذَا فِيْ جَوَاهِرِ الْفَتَاوٰى۔

یعنی اہل دین کے افعال سے تمسک کیا جائے گا ایسا ہی جواہر الفتاویٰ میں ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۰۳ مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور

اور کشف الغمہ عن جمیع الامہ جلد اول صفحہ ۳۲۷ ،مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے۔

قَالَ شَيْخُنَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَالَّذِيْ قَبْلَهٗ رَوَيْنَاهُمَا عَنْ بَعْضِ الْعَارِفِيْنَ ، عَنِ الْخَضْرِ علیہ السلام عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُمَا عِنْدَنَا صَحِيْحَانِ فِيْ اَعْلٰى دَرَجَاتِ الصِّحَّةِ وَاِنْ لَّمْ يُثْبِتْهُمَا الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى مُقْتَضٰى اِصْطِلَاحِهِمْ (واللہ اعلم)

یعنی ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اور اس سے پہلی حدیث ہم نے ایک عارفِ کامل سے اُنھوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ دونوں حدیثیں صحیح ہونے کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ اگرچہ محدثین اپنی شرطوں کے لحاظ سے انھیں ثابت نہ کر سکیں۔

## قاعدہ نمبر ۳

# عدمِ نقل عدمِ وجود کو مستلزم نہیں

میرے (محمد عبدالغفور الوری کے) شیخ کریم اور استاذِ گرامی غزالئ زماں رازئ دوراں محدثِ اعظم ہند و پاک حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب قدس سرہٗ بانی و مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان و سابق صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان و مرکزی صدر جماعتِ اہل سنت پاکستان

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رہا یہ امر کہ سلف میں اس کا رواج نہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ

(عدمِ نقل عدمِ وجود کو مستلزم نہیں)

اس لیے کہ محض منقول نہ ہونے سے اُس کا عدم ثابت نہیں ہوتا اور ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی ممانعت کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ دیکھئے مقالاتِ کاظمی جلد اول صفحہ ۲۲۲ مطبع کاظمی پبلی کیشنز انوار العلوم ملتان۔

اور ملاحظہ ہو دستور العلماء او جامع العلوم فی اصطلاحاتِ الفنون جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے کہ

عَدَمُ الدَّلِيْلِ عَلٰى وُجُوْدِ الشَّيْءِ لَا يُوْجِبُ نَفْيَهٗ لِاَنَّ عَدَمَ الْعِلْمِ بِالشَّيْءِ لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَهٗ فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ لِجَوَازِ اَنْ يَّكُوْنَ دَلِيْلُهٗ مَوْجُوْدًا فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعْلُوْمًا لَّنَا۔

یعنی کسی چیز کے وجود کی دلیل نہ ملنے سے اُس چیز کی نفی لازم نہیں آتی کیونکہ کسی چیز کا علم نہ ہونا اس چیز کے نفس الامر میں نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حقیقت میں اُس چیز کی دلیل موجود ہو اگرچہ ہماری کم علمی و کم فہمی کی وجہ سے ہمیں معلوم نہ ہو۔

امام محقق علی الاطلاق شرح فتح القدیر علی الہدایہ جلد اول صفحہ ۲۰ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں فرماتے ہیں

عَدَمُ النَّقْلِ لَا يَنْفِي الْوُجُوْدَ

یعنی منقول نہ ہونا وجود (شے) کی نفی نہیں کرتا۔

اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد ۸ صفحہ ۵۵۰ مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور، میں فرماتے ہیں کہ عدمِ وِجدان عدمِ وجود کو مستلزم نہیں۔ خصوصاً ابنائے زماں میں۔

یعنی کسی کو کوئی چیز مل نہ سکے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ چیز بالکل ہے ہی نہیں۔

آگے فتاویٰ رضویہ کی جلد ۸ صفحہ ۵۵۱ پر اعلیٰ حضرت، امام ابن عراق سے نقل کرتے ہیں کہ

عَدَمُ الثُّبُوْتِ لَا يَلْزَمُ مِنْهُ اِثْبَاتُ الْعَدَمِ

یعنی عدمِ ثبوت سے اثباتِ عدم لازم نہیں آتا۔

آگے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددِ مائۃ حاضرہ، مؤیّدِ ملتِ طاہرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بڑھیا کے زیرِ بحث مسئلہ کو بالکل ہی حل فرما دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ عدمِ ثبوت مان بھی لیں تو اس کا صرف یہ حاصل ہے کہ منقول نہ ہوا پھر عُقلاء کے نزدیک عدمِ نقل نقلِ عدم نہیں یعنی اگر کوئی فعل بخصوصہٖ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا بھی نہ ہو۔

دیکھئے فتاویٰ رضویہ کی جلد ۸ صفحہ ۵۵۱ مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور

## مؤلفۃ القلوب کا مسئلہ

ابتدائے اسلام میں کچھ لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے یا اسلام پر باقی رکھنے یا اُن کے شر سے بچنے کے لیے مدّ زکوٰۃ سے حصہ دیا جاتا تھا۔ (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۲۹)

اور اسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تقسیم فرماتے تھے۔ جب اسلام ایک طاقت بن گیا، تو اس وقت ایسے لوگوں کو حصہ دینے کی ضرورت

نہ رہی۔لہٰذا مؤلفۃ القلوب کا حصہ خود بخود ساقط ہو گیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ عینیہ اور اقرع نامی دو شخص مؤلفۃ القلوب سے تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا حصہ طلب کیا۔آپ نے حضرت عمر کو لکھا وہ دونوں صاحبان خط لے کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔آپ نے اس کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ حضورِ اکرم ﷺ تمہیں اسلام پر قائم رکھنے کے لیے عطا فرمایا کرتے تھے۔اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر کے ایسے لوگوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔اب اگر تم اسلام پر قائم رہو گے تو بہتر ورنہ تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واپس حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ خلیفہ ہیں یا عمر؟ آپ نے ارشاد فرمایا هو اِن شَآءَ اللہُ یعنی وہی (میرے بعد خلیفہ ہوں گے) اگر اللہ نے چاہا۔حضرت صدیق اکبر اور دیگر جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ سے اتفاق کیا۔لہٰذا مؤلفۃ القلوب کے حصہ کے سقوط پر صحابہ کرام کا اجماع منعقد ہو گیا۔

# ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ حضرت عمرِ فاروق قرآن کریم کو کیسے منسوخ کر سکتے تھے؟ نیز یہ خبر واحد ہے اس سے قرآن کریم کا حکم منسوخ نہیں ہو سکتا لہٰذا اس حکم کا باقی رہنا حکومتِ وقت کی صوابدید پر موقوف ہونا چاہیے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں تنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نہیں۔بلکہ یہ صحابہ کرام کا اتفاق و اجماع ہے اور اجماع قطعی ہوتا ہے۔حضرت عمرِ فاروق تو اس فیصلے کے مظہر قرار پائے اور اس اجماع کی سند کتاب و سنت سے کوئی نہ کوئی دلیل شرعی انہیں معلوم تھی،اگر چہ اس دلیل شرعی کا اس وقت ذکر نہ کیا گیا اور عدمِ ذکر عدمِ وجود کو مستلزم نہیں ہے۔پھر ممکن ہے کہ ذکر بھی ہو مگر اسے کسی نے بھی نقل نہ کیا ہو۔کیونکہ عدمِ نقل بھی عدمِ ذکر کو مستلزم نہیں۔

نتیجہ:۔ان مندرجہ بالا حوالہ جات و دلائل سے واضح ہو گیا ہے کہ حضور پاک ﷺ کے محامد،محاسن،شمائل اور فضائل کی کوئی انتہاء نہیں ان کے بارے کوئی سوال نہیں کیا جا سکتا نہ ہی ان کو کوئی کماحقہٗ بیان کر سکتا ہے۔

## قاعدہ نمبر ۴

## حضور ﷺ کی تعریف و تعظیم کے لیے کسی ثبوت یا نقل کی ضرورت نہیں

اشرف التفاسیر جلد ۹ صفحہ ۳۰۱ اور تفسیر نور العرفان صفحہ ۲۰۵ حاشیہ نمبر ۲ پر مطبع نعیمی کتب خانہ گجرات

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اُس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں۔

تفسیر نور العرفان کے مفسر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی تعظیم قولاً عملاً ہر طرح لازم ہے۔ بلکہ رُکنِ ایمان ہے اور جو تعظیم حرام نہ ہو وہ کی جائے (اس کے لیے) ثبوت کی ضرورت نہیں۔

## قاعدہ نمبر ۵

## حضور پاک ﷺ کے محاسن، محامد، معجزات کی کوئی حد نہیں

کیونکہ اگر نظرِ صحیح سے کام لیا جائے تو آپ کے معجزات ضبط و احصاء سے متجاوز ہیں کیونکہ آپ کا ہر قول اور ہر فعل اور ہر حال باعتبار تضمنِ حِکم و مصالح واَسرار کے خارقِ عادت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اقوال و افعال و احوال کے تمام جزئیات کا حصر عادۃً نہ ممکن ہے اور نہ واقع ہوا۔۔۔۔ تو اس بناء پر آپ کے معجزات فوقُ الْحَدّ وَالْعَدّ ہوئے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۹ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

**اِعْلَمْ اَنَّ تَفْصِيْلَ فَضَائِلِهٖ وَ تَحْصِيْلَ شَمَائِلِهٖ ﷺ شَرَفٌ وَ كَرَمٌ مِّمَّا لَا يُحَدُّ وَلَا يُحْصٰى بَلْ وَلَا يُمْكِنُ اَنْ يُّعَدَّ وَيُسْتَقْصٰى۔**

جان لو کہ آپ ﷺ کے فضائل، شمائل، شرف و کمالات کی کوئی حد نہیں اور نہ ہی ان کا احاطہ کیا جاسکتا ہے بلکہ ممکن ہی نہیں کہ ان کو شمار کیا جاسکے۔

اور تاریخ الخمیس جلد اول صفحہ ۲۲۲ مطبع مؤسسہ شعبان للنشر والتوزیع بیروت میں ہے کہ

**وَ مُعْجِزَاتُهٗ ﷺ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ يَحْصُرَهَا كَاتِبٌ اَوْ يَجْمَعَهَا دِيْوَانٌ**

نبی پاک ﷺ کے معجزات ان گنت ہیں کوئی کاتب ان کو نہیں لکھ سکتا اور نہ کسی دفتر میں ان کے جمع کرنے کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

اور شان حبیب الرحمٰن صفحہ ۶۵ مطبع نعیمی کتب خانہ گجرات میں ہے۔

حضور ﷺ کی تعریف کماحقہٗ منہ سے نکلنے والے الفاظ سے نہیں ہوسکتی۔

حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۱۷ تا ۱۱۱، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

جامع المعجزات صفحہ ۹ مطبع فرید بک سٹال کراچی

سیرت الرسول ضیاء النبی جلد ۵ صفحہ ۲۶۲ اور ۲۷۹ مطبع ضیاء القرآن لاہور

شان حبیب الرحمٰن صفحہ ۶۵ مطبع نعیمی کتب خانہ گجرات

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صفحہ ۱۶۹ مطبع جید برقی پریس دہلی

اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدائق بخشش میں فرماتے ہیں

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری حیراں ہوں میرے شاہ کہ کیا کیا کہوں تجھے

حدائق بخشش جلد اول صفحہ ۵۴ مطبع نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

نتیجہ: ۔اس شعر سے ثابت ہوا کہ حضور پاک ﷺ کے جیسے بھی معجزات و کمالات و فضائل اور اوصاف ہیں اُن کی کوئی انتہا نہیں جب انتہاء نہیں تو ان کو شمار کون کر سکتا ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرنے والے لکھنے والے یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو چند معلومات تھیں جو ہم نے تحریر یا بیان کر دی ہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا

اے رضاؔ خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

حدائق بخشش جلد اول صفحہ ۴۸ نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

اس سے پتہ چلا کہ جس کا مداح خود اللہ تبارک وتعالیٰ ہو تو پھر ممکنات میں سے کس کی طاقت ہے کہ آپ ﷺ کے فضائل کو بیان کر سکے یا شمار کر سکے۔ لہٰذا عقل کی اُن کے محامد و محاسن و معجزات و کمالات تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

جیسا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو عقلِ عالَم سے وراہو
کنزِ مکتومِ ازل میں دُرِّ مکنونِ خدا ہو

حدائق بخشش جلد دوم صفحہ ۳۷ مطبع رضوی کتب خانہ محلہ بہاری پور بریلی

تو اُن کے وصف بیان کرنے پر فخر ہونا چاہیے جیسا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضاؔ کی قسم

حدائق بخشش جلد اول صفحہ ۲۴ مطبع نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

پھر آقا ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی روح ہے پاک ہے نورانی ہے

حدائق بخشش جلد دوم صفحہ ۴۹ مطبع رضوی کتب خانہ محلہ بہاری پور بریلی

اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بستان المحدثین صفحہ ۳۶۲ مطبع سعید اینڈ کمپنی کراچی میں فرماتے ہیں

یا صاحب الجمال یا سید البشر من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بستان المحدثین صفحہ ۳۵۲ مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

اور قصیدہ بردہ شریف میں ہے

؎ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَكِمِ

یعنی جو کچھ نصاریٰ نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا (یعنی خدا کا بیٹا) اس کو چھوڑ دو۔ باقی جو تمہارا جی چاہے تعریف میں کہو اور اچھی طرح بیان کرو۔

؎ فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ

یعنی حضور ﷺ کی ذات مقدس کی طرف جس کمال تو چاہتا ہے اور آپ کے رتبہ کے متعلق جس بزرگی کو تو چاہے منسوب کر۔

؎ فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

کیونکہ بلاشبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بزرگی کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے جس کو بولنے والا بیان کر سکے۔

قصیدہ بردہ شریف صفحہ نمبر ۷۳ تا ۷۵ مطبع مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

نتیجہ:۔ ان شعروں سے یہ پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف و کمالات کی کوئی حد اور انتہاء نہیں ہے اور کوئی بھی کماحقہٗ ان کو اپنے منہ سے بیان نہیں کر سکتا۔

# قاعدہ نمبر ۶

# حدیث/ روایت بالمعنیٰ

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۹۷ حدیث نمبر ۲۹۱۶۵ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت، میں ہے

لَا بَأْسَ فِی الْحَدِیْثِ قَدَّمْتَ فِیْهِ اَوْ اَخَّرْتَ اِذَا اَصَبْتَ مَعْنَاهُ

یعنی ایسی حدیث کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے الفاظ آپ سے آگے پیچھے ہو جائیں جب کہ معنی و مفہوم اُس کا آپ درست بیان کر دیں۔

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۹۷ حدیث نمبر ۲۹۱۶۵ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت

الجامع الصغیر وزیادتہ صفحہ ۸۹۲ حدیث نمبر ۶۱۷۹ مطبع الکتب الاسلامی بیروت

کشف الغمہ جلد اول صفحہ ۲۳ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت

نتیجہ:۔ ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ اگر حدیث بیان کرتے ہوئے جس میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے کسی کی زبان سے حدیث کے کلمات طیبات میں آگا پیچھا ہو جائے لیکن اس کا مفہوم صحیح ہو تو قابل گرفت بات نہیں خیر ہے اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے زبان کو نہیں۔ جیسا کہ علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

؎ مابروں رانگریم و قال را مادروں را بنگریم وحال را

یعنی ہم دلوں کو دیکھتے ہیں ظاہر زبان کو نہیں دیکھتے۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کسی حضور ﷺ کی تعریف کرنے والے واعظ یا خطیب سے کچھ الفاظ آگے پیچھے ہو جائیں جبکہ مفہوم اور اُس کی نیت صحیح ہو تو وہ قابلِ گرفت یا قابلِ مواخذہ اور مذمت نہیں۔

## قاعدہ نمبر ۷

## فضیلت والی روایت کو سن کر اُس پر عمل کرنے سے ثواب کا ملنا اگر چہ وہ ایسے نہ بھی ہو

الخطیب تاریخ بغداد جلد ۸ صفحہ ۲۹۶ مطبع دار الکتاب العربیہ بیروت میں ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللّٰهِ شَيْءٌ فِيْهِ فَضِيْلَةٌ فَاَخَذَ بِهٖ اِيْمَانًا بِهٖ وَ رَجَآءَ ثَوَابِهٖ اَعْطَاهُ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ ط

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ کی طرف سے کوئی ایسی چیز پہنچی جس میں فضیلت تھی اور اس نے ایمان اور اُس کے ثواب کی امید سے اس پر عمل کرلیا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ (ثواب) عطا کردے گا اگر چہ وہ ایسے نہ بھی ہو۔

کنز العمال جلد ۱۵ صفحہ ۳۳۴ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللّٰهِ شَيْءٌ فِيْهِ فَضِيْلَةٌ فَاَخَذَ بِهٖ اِيْمَانًا وَّ رَجَآءَ ثَوَابِهٖ اَعْطَاهُ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ

جسے اللہ کی طرف سے کوئی ایسی چیز پہنچی جس میں فضیلت تھی اور اس نے ایمان اور اُس کے ثواب کی امید سے اس پر عمل کرلیا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ (ثواب) عطا کردے گا اگر چہ وہ ایسے نہ بھی ہو۔

| | | |
|---|---|---|
| کنز العمال | جلد ۱۵ صفحہ ۳۳۴ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |
| مسند الفردوس | جلد ۳ صفحہ ۵۵۹ تا ۵۶۰ | مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت |

اب پیچھے بیان کردہ قواعد کے پیش نظر ملاحظہ فرمائیں کہ یہ واقعہ کتاب **ریاض الفردوس** صفحہ ۱۳۲ مطبع اختر پریس گوجرہ ضلع لائلپور، میں ہے۔

**اور اس کتاب کے مصنف مولانا مولوی غلام محمد صاحب المشہور غلام یار (مکوی) رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔**

انھوں نے اس کتاب میں جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محامد، مناقب، محاسن، فضائل، معجزات بیان کیے ہیں وہاں وہ اپنے پیر و مرشد کے کشف و کرامات بھی تحریر فرمائے ہیں اور وہ اپنے پیر و مرشد جن کی نظرِ کرم سے یہ سب کچھ معرضِ وجود میں آیا ہے ان کے بارے میں یوں فرماتے ہیں کہ

حضور پُرنور قطب الاقطاب، عاشقِ محبوبِ ربِّ وہّاب، ماہِ شریعت، مہرِ طریقت، واقفِ رازِ حقیقت، کاشفِ اسرارِ معرفت،

سلطان الولایت، چشمۂ ہدایت، محبوبِ صمدانی، مظہرِ رازِ رحمانی، سلطان العارفین، حجۃ الواصلین، مُحیُ الدّین، حامیٔ سُنت، ماحیٔ بدعت وضلالت، حضرت بابرکت عالی مرتبت، قبلۂ عالم، جناب میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف، نقشبندی، مجددی،

## اس کتاب کی تصنیف حسب الارشاد

**امام العارفین سید السالکین، شمس العارفین، راحت العاشقین، مراد المشتاقین، منبعِ جود وسخاء، چشمۂ فیض وعطاء، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت میاں غلام اللہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ شیرِ ربانی شرقپور شریف** کے حکم پر کی گئی ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ مصنفِ کتاب ریاض الفردوس، دنیا کے عظیم آستانوں میں سے آستانہ عالیہ شرقپور شریف کا فیض یافتہ ہے اور ان بزرگانِ دین کے بارے میں جو کچھ مصنف نے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا ہے وہ دنیا کے علماء وفضلاء اور مشائخ کرام کے علاوہ اس کتاب پر تقاریظ لکھنے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے عظیم محققین، مدرسین، مفسرین اور محدثین ہیں۔ جن کا وجود دین میں سند اور حجت ہے۔ اس سے خود واضح ہو جائے گا کہ یہ حوالہ کتنا مصدقہ اور صحیح ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیں کوڑا ڈالنے والی عورت کا واقعہ کتاب ریاض الفردوس، صفحہ ۱۳۲ مطبع اختر پریس گوجرہ، ضلع لائلپور میں ہے:

## اخلاقِ حضور والاشان

م　مکے دے وچ سی اک عورت بڑی ظالمہ ظلم کمان والی
دل سخت کرخت بے حد دشمن حسد نبی تھیں بہت رکھان والی
رہندی دشمنی وچ اُوہ نار ہر دم وڈّی مشرکہ دوزخیں جان والی
غلاؔم یار حضور دے سر اُتے کوڑا کر کٹھا نت پان والی

ن　نبی دے گھر تھیں گلی جیہڑی طرف مسجد شریف دے جاوندی اے
اُوسے گلی دے وِچّ سی گھر اس دا جیویں خبر کتاب وچ آوندی اے
اُتھوں لنگھن ہمیش سرکار عالم کر جمع اوہ کوڑا رکھاوندی اے
غلاؔم یار جد گزر حضور کردے سر وِچہ کوڑا نت پاوندی اے

ک　کرے جے ڈھل بدکار عورت کچھ دیر کر کے پچھوں آوندی اے
کھڑے رہن حضور قربان جاواں ٹردے تدوں جد کوڑا آ پاوندی اے
تاجو دل نہ دُکھے اُس مشرکہ دا کوڑا محنت تھیں جمع کراوندی اے
غلاؔم ویکھ ایہہ شفقتاں دشمناں تے ہر دن جو دُکھ پہنچاوندی اے

ب بہت کیتی انتظار اک دن اوڑک جا نماز اداوندے نے
آئی مائی نہ کوڑا اوہ پاوٴنے نوں لوکاں کولوں پھر آپ پچھاوندے نے
لوکاں دسّیا اوہ بیمار ہوئی تشریف گھر اوہدے لے جاوندے نے
غلام یار کر خلق عظیم حضرت اُس مائی تائیں فرماوندے نے

م مائی جی ہو یا کی آپ تائیں سوہنے مُکھ تھیں بول سناوٴندے نے
کیسی ہے طبیعت تے صحت کیسی نال نرم آواز بلاوندے نے
میرے لائق جو خدمت ہے دس مائی نظر رحمتاں دی جدوں پاوندے نے
غلام یار قربان اُس مُکھ اُتوں جیندی صفت خود رب فرماوندے نے

و ویکھ کے مائی حضور تائیں نیویں نظر کر کے شرمسار ہوئی
کیتا اپنا نظر خود آپ آیا اوتھے دَسنے دی نہیں لوڑ کوئی
زار زار رَووے خُلق ویکھ حضرت صدقے جاوندی جان نثار ہوئی
غلام یار پچھتاوندی کیتیاں توں کلمہ بول کے شکر گذار ہوئی

ن نظر کیتی اِکّو کرم والی اس مشرکہ دا بیڑا پار کیتا
جیندا شان مازاغ قرآن اندر مولا پاک نے خود اظہار کیتا
نیناں وچہ جلوہ ہَیسی نورِ ربی کدّ نار تھیں پُر انوار کیتا
غلام یار بد مذہب اوہ کیویں منّن جنہاں روزِ میثاق انکار کیتا

کتاب ریاض الفردوس صفحہ ۱۳۲ مطبع اختر پریس گوجرہ ضلع لائلپور

# تقاریظ

## کتاب ریاض الفردوس

مصنفہ مولانا مولوی غلام محمد صاحب المشہور غلام یار (مکوی)

## تقریظ اول

**اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد رشید اور مرید صادق اور خلیفہ حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری مفتی وشیخ الحدیث وناظم دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور، پاکستان**

**نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ** ط

ریاض الفردوس پنجابی کافیاں مصنفہ مولانا مولوی غلام یار صاحب سلمہٗ مشہور شاعرِ پنجاب پاکستان کا اصل لطف تو وہی اٹھا سکتے ہیں جو پنجابی زبان کے ماہر ہیں اس لیے فقیر شاعری اور زبان کی خوبی کے متعلق تو کچھ عرض نہیں کرسکتا البتہ ردِ وہابیہ، دیوبندیہ و دیگر فرقہ باطلہ باحسن وجوہ فرمایا ہے اور **آیات واحادیث واقوالِ علماء راسخین** سے ہر ایک مسئلہ کو اس خوبی سے بیان فرمایا ہے کہ یہ مصنف کا ہی حصہ ہے۔ **پنجابی واعظوں اور خطیبوں اور شعر وسخن سے دلچسپی رکھنے والوں** کے لیے یہ **بے بہا تحفہ** ہے۔ یہ نظمیں اس قابل ہیں کہ پنجابی دیہاتی اور شہریوں کو سنائی جائیں اور **نعت خوانوں** کو چاہیے کہ وہ لغو اور بے سود شعر و اشعار جن میں نہ تو کوئی شاعری ہے اور نہ مستند مضامین ہیں، چھوڑ کر ان نظموں اور کافیوں کو پڑھا کریں۔ **خصوصاً** وعظ اور محافلِ میلاد واعراس بزرگانِ دین کے موقع پر تاکہ حاضرین کو مسائل بھی معلوم ہوں اور سننے والوں کو ثواب بھی حاصل ہو۔

میں **پُرزور اپیل** کرتا ہوں کہ **ریاض الفردوس** اسم بامسمیٰ ریاض محامد ومحاسن وفضائل وفواضل وخصائص سید المرسلین ﷺ ہے۔ ہر سُنّی اس رسالہ کو خریدے اور اس کا مطالعہ کرے۔ مولا تعالیٰ مصنف سلمہٗ کو جزائے خیر دے اور اُس کو مقبول خاص وعام بنائے۔ آمین

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہٗ

ناظم ومفتی دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور۔

## حضرت ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری رضوی

## کے بارے میں

## اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دِین وملت کے عظیم خلیفہ اور دنیائے سُنّیت کے عظیم

## سرمایہ قطبِ مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری رضوی کے تاثرات

علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (ناظمِ اعلیٰ مرکزی دار العلوم انجمنِ حزب الاحناف) کے وصال کے موقعہ پر حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المعروف قطبِ مدینہ کا ارشاد

**(کہ اس وقت پاکستان میں حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری جیسا کوئی دوسرا عالم نہیں)**

سیدی ضیاء الدین احمد القادری جلد ۲ صفحہ ۲۸۵ مطبع حزب القادریہ لاہور

**غزالئ زماں رازئ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم انوار العلوم ملتان)**

**کے متعلق**

**حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی المعروف قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے فرمایا کہ**

**حضرت قبلہ سید احمد سعید کاظمی علم کے سمندر ہیں بڑے متقی و پرہیزگار ہیں حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان جیسا کوئی عالم پاکستان میں نہیں ملے گا۔**

سیدی ضیاء الدین احمد القادری جلد ۲ صفحہ ۳۰۹ مطبع حزب القادریہ لاہور

# تقریظ دوم

از عالی جناب، عالمِ باعمل، فاضلِ اجل، حضرت مولانا مولوی محمد بشیر صاحب خطیب جامع مسجد گڑھی شاہولاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا**۔ میں مخدوم ومکرم حضرت مولانا الحاج مولوی غلام محمد مدظلہ العالی، کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے از راہِ کرم مجھے اپنی تصنیفِ لطیف مسمّیٰ بہ **ریاض الفردوس**۔ کے مُسَوّدہ سے استفادہ کا موقعہ عطاء فرمایا مولانا نے پنجابی اشعار کے اس مجموعہ میں آقائے نامدار، رحمتِ دوعالم، تاجدارِ عرب وعجم ﷺ کے محامد ومحاسن نہایت مؤثر، اور دلنشین پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں۔ اور منکرینِ شانِ رسالت کے اعتراضات کا اچھوتے اور دلفریب انداز میں ردّ فرمایا ہے

جَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ

کتاب کا حاشیہ معلومات کا وہ بیش بہا خزینہ ہے کہ ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتا ہے اشعار میں جس چیز کو آپ نے اشارۃً بیان فرمایا ہے حاشیہ میں اس کی توضیح وتائید میں قرآنِ حکیم اور ارشاداتِ نبی کریم اور اقوالِ بزرگانِ دین کا ذخیرہ جمع فرمادیا ہے۔ غرضیکہ شاعری ہی شاعری میں آپ نے شریعت وطریقت کے ایسے اہم مسائل بیان کردیے ہیں جو آپ ہی کا حصہ ہیں۔ بیساختہ کہنا پڑتا ہے کہ یہی وہ شعر ہیں جن پر (اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً) صادق آتا ہے اور یہی وہ شاعر ہیں جنہیں (اَلشُّعَرَآءُ تَلَامِيذُ الرَّحْمٰنِ) کہنا بجا ہے۔

ایک ایک شعر بلکہ لفظ لفظ سے واردتِ قلبی کا اظہار ہوتا ہے اور اُس بے پناہ محبت کا پتہ چلتا ہے جو مصنف کو بارگاہِ رسالت سے ہے یہ صرف قال نہیں حال ہے اور کیوں نہ ہو آخر کس بارگاہِ عاجز پناہ کا فیضِ باطنی ہے۔ **اولیاء پنجاب کے شہنشاہ قطب الاقطاب حضور پُرنور سیدی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری** رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ فیض اثر کا یہ نتیجہ ہے۔ جن کی حضرت مولانا پر خاص توجہ تھی اور ہے اور انہی کے جانشین حضرت میاں غلام اللہ صاحب مدظلہ العالی کے ارشاد کے ماتحت یہ مبارک کتاب زیورِ طباعت سے آراستہ ہورہی ہے۔ مولانا کی اِس کوشش کی مقبولیت بارگاہِ خداوندی اور بارگاہِ رسالت میں تویقینی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم عامۃ المسلمین کو اس سے متمتع ہونے کی توفیق عطاء فرمائے اور یہ مقدس اشعار نہ صرف ہماری محافلِ میلاد ومجالس وعظ ہی میں پڑھے جائیں بلکہ پنجاب کے گوشہ گوشہ میں فضول اور لغو عشقیہ قصوں کے اشعار کی بجائے بچہ بچہ کے وردِ زبان ہوجائیں۔ آمین آمین بحرمۃ النبی الامین۔

فقیر حقیر محمد بشیر

اعزازی خطیب جامع مسجد، مین بازار گڑھی شاہولاہور

# تقریظ سوم

**از امام الواعظین، سید المقررین، بلبلِ چمنستانِ رسالت، فخرِ پنجاب، حضرت مولانا غلام الدین صاحب خطیب جامع انجمن شیڈ لاہور**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ط

میں نے کتاب (**ریاض الفردوس**) کا مطالعہ بعض بعض جگہ سے کیا ہے۔ ویسے تو یہ کتاب ایک سی حرفی ہے مگر ایک ایک بند اور دوہڑہ میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے دریا موجزن نظر آتے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنّف یا مؤلّف رحمتِ دوعالم ﷺ کا کس قدر شیفتہ و شیدا ہے۔

علاوہ ازیں قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے جا بجا استشہاد فرمایا ہے۔ جس حدیث پاک کے کسی مقدس مضمون کو دوہڑہ کی شکل میں نظم کیا ہے اس حدیث کا باقاعدہ حوالہ دیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مؤلّف خدا کے فضل و کرم سے علمِ دین میں بھی پایہ رکھتے ہیں۔ میری ناقص رائے میں یہ کتاب بہترین اور کارآمد چیز ہے۔ ہمارے نعت خوانوں کو روایاتِ واہیہ چھوڑ کر یہ چیزیں یاد کر لینی چاہئیں۔ دعاء ہے کہ اللہ کریم حضرت مؤلّف کو اس کی بہترین جزائے خیر عطا فرمادے۔

احقر غلام الدین خطیب جامع لوکو شیڈ لاہور (ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد)

# تقریظ چہارم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی وَ عَلٰٓی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ مَنِ اقْتَدٰی بِاَیِّھِمْ اِھْتَدٰی ط اَمَّا بَعْدُ

کتاب ہذا مسمّٰی بہ (**ریاض الفردوس**) مصنّفہ عالمِ باعمل، سُنّی مذہب، صوفی مشرب، متشرّع مُتورّع جناب حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب زید مجدہٗ کو فقیر سراپا تقصیر نے اول سے آخر تک دیکھا ہے۔ کتاب کیا ہے سید الانبیاء حضور پُرنور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی نعت کا گنجینہ ہے۔ ہر شعر کا ماخذ قرآن یا حدیث سید الانس والجان حاشیہ پر درج ہے۔ مصنّف اَطَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عُمُرَہٗ نہایت ہی متقی، خالص سنی، صحیح العقیدہ، قولاً، فعلاً متبع شریعت بیضاء پروانۂ شمعِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ ہیں لہٰذا نزاکتِ وقت کے لحاظ سے ایسی مدلل کتاب کا اہلسنت و جماعت کے ہر گھر میں ہونا اشد ضروری ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا موصوف کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور تصنیف ہذا کو وسیلۂ نجاتِ اُخروی بنائے۔ آمین۔

رَقَمَہٗ کَثِیْرُ السَّیِّاٰت، **غلام محمد** غفرلہٗ ولمشائخہ

از بچیانوالی الحال چک ۴۳ ریاست بہاولپور۔

مکرمی و محترمی حضرت علامہ مولانا ضیاء احمد صاحب قادری رضوی صاحب آپ کے سوال کے مطابق جواب میں دلائل واضحہ اور براہینِ قاطعہ سے آپ کے مطالبہ باسند حوالہ سے مذکورہ فی السوال واقعہ کو تفصیلاً پیش خدمت کرنے کی کوشش کی گئی ہے چونکہ آپ کے سوال میں ایک ہی عورت کا ذکر تھا حوالوں کی جستجو کے دوران ہمیں دو اس فعل شنیع کی مرتکبہ دو عورتیں سامنے آئیں۔ہم نے دونوں کو باحوالہ ثابت کر دیا ہے اگر چہ بہت بڑا مسودہ تھا جس کو مختصر کر کے پیش خدمت کرر ہا ہوں۔آپ کا مطالبہ تفصیلاً کا تھا ورنہ جواب تو صرف اتنا ہی تھا کہ کتاب کا حوالہ دے کر پیشِ خدمت کر دیتا مگر آپ کی تحریر بڑی جاندار اور پُرمغز تھی تو میں نے اپنی بساط کے مطابق نفسِ سوال کے جواب کو مدِ نظر رکھ کر جواب پیش کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے طفیل ہماری اور آپ کی سعی کو قبول فرمائے۔آمین بجاہِ سید المرسلین

**ھذا ما عندی واللہ اعلم واحکم بالصواب**

**محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ**

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان